

Journal of Religion & Society (JR&S)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

The Legal Framework for Environmental and Natural Resource Protection in Pakistan: A Critical and Analytical Study of National and Provincial Laws

پاکستان میں ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کے تحفظ کا قانونی نظام: قومی و صوبائی قوانین کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Ibrahim Shah

PhD Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

mibrahimshah259@gmail.com

Abstract

This study critically examines the legal framework for environmental protection and conservation of natural resources in Pakistan, with particular emphasis on the relationship between national and provincial legislation and its application in Khyber Pakhtunkhwa. The study reviews the evolution and scope of Pakistan Environmental Protection Act 1997, the institutional role of the Pakistan Environmental Protection Council and Environmental Protection Agencies, and the mechanisms of Environmental Impact Assessment (EIA) and Initial Environmental Examination (IEE). It further analyzes laws and policies governing air, water, land, solid waste, forests, and wildlife, highlighting federal and provincial institutional responsibilities in environmental governance. Particular attention is given to the Forest Act 1927, Khyber Pakhtunkhwa Forest Ordinance 2002, Forest Amendment Act 2016, and provincial wildlife legislation, including provisions related to forest classification, sustainable use, community participation, illegal logging, wildlife protection, and penalties for environmental offences. The study also discusses implementation challenges, including institutional weaknesses, inadequate financial and human resources, limited monitoring capacity, insufficient public awareness, political pressure, corruption, weak inter-agency coordination, and difficulties in law enforcement. The findings indicate that although Pakistan possesses a comprehensive legal framework, gaps between legislation and enforcement reduce its effectiveness. The study therefore proposes strengthening institutional capacity, updating penalties, improving technical expertise, expanding digital monitoring through GIS, drones, and satellite technologies, increasing public participation, establishing environmental tribunals, and integrating climate change, carbon trading, green taxation, renewable energy, and circular economy principles into environmental legislation. It further recommends stronger coordination between federal and provincial authorities, monitoring systems, data-sharing mechanisms, community forestry, and payment for ecosystem services. The study concludes that effective environmental governance requires not only comprehensive legislation but also transparent institutions, consistent enforcement, public awareness, technological

innovation, and coordinated national-provincial action. Such reforms can enhance effective environmental protection, promote sustainable resource management, safeguard biodiversity, and support sustainable development for all future generations.

Keywords: Environmental Law, Natural Resource Conservation, Environmental Protection, Forest and Wildlife Conservation, Sustainable Environmental Governance

ماحولیاتی تحفظ کے قوانین کا تعارف

ماحولیاتی تحفظ کی ضرورت اور اہمیت ماحولیاتی تحفظ کی ضرورت آج کے دور میں انتہائی شدید اور ناگزیر ہے کیونکہ انسانی سرگرمیوں، صنعتی ترقی، آبادی کے دباؤ اور موسمیاتی تبدیلیوں نے قدرتی وسائل اور ماحولیاتی توازن کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں جنگلات کی کٹائی، آبی آلودگی، مٹی کا کٹاؤ، ہوا کی آلودگی اور حیاتیاتی تنوع کا زوال نہ صرف غذائی سلامتی اور انسانی صحت کو متاثر کر رہا ہے بلکہ معاشی ترقی اور مستقبل کی نسلوں کے حقوق کو بھی چیلنج کر رہا ہے۔ ماحولیاتی تحفظ کے قوانین اس بحران کا قانونی حل پیش کرتے ہیں جو وسائل کے پائیدار استعمال، آلودگی کی روک تھام، ماحولیاتی اثرات کی تشخیص اور جرماتوں کے ذریعے ماحول کی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ قوانین نہ صرف ماحولیاتی توازن برقرار رکھتے ہیں بلکہ سماجی انصاف، معاشی پائیداری اور بین نسلی ذمہ داری کو بھی فروغ دیتے ہیں۔ یہ تحفظ انسانی بقا، صحت اور معاشی خوشحالی کی ضمانت ہے۔¹ البیہقی فرماتے ہیں کہ زمین اور اس کے وسائل کی حفاظت اللہ کی امانت ہے اور اس کی تباہی گناہ ہے۔¹ یہ قوانین انسانی سرگرمیوں کو ماحولیاتی حدود کے اندر رکھ کر ایک متوازن اور پائیدار معاشرہ کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جو پاکستان کی جغرافیائی اور معاشی صورتحال کے لیے ناگزیر ہیں۔

پاکستان میں ماحولیاتی قانون سازی کا ارتقاء پاکستان میں ماحولیاتی قانون سازی کا ارتقاء برطانوی دور سے شروع ہوا جہاں جنگلات اور پانی کے قوانین بنیادی تھے مگر جدید ماحولیاتی قوانین کی بنیاد 1970 کی دہائی میں رکھی گئی۔ 1983 میں پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈیننس جاری کیا گیا جو پہلا جامع ماحولیاتی قانون تھا۔ اس کے بعد 1997 میں پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ (PEPA) نافذ ہوا جو آج بھی قومی سطح پر ماحولیاتی تحفظ کا بنیادی قانون ہے۔ 18 ویں ترمیم کے بعد 2010 میں ماحولیاتی امور صوبائی موضوع بن گئے جس سے خیبر پختونخوا، پنجاب، سندھ اور بلوچستان نے اپنے الگ قوانین اور ادارے قائم کیے۔ خیبر پختونخوا میں Khyber

Pakhtunkhwa Environmental Protection Act 2014 اور Forest Ordinance 2002 جیسے قوانین نافذ ہیں۔

یہ ارتقاء بین الاقوامی معاہدوں جیسے Kyoto Protocol، Rio Declaration اور Paris Agreement سے متاثر ہے۔ یہ قانون سازی ماحولیاتی مسائل کی شدت اور عالمی دباؤ کا نتیجہ ہے جو پاکستان کو پائیدار ترقی کی طرف لے جا رہی ہے۔ الطبری لکھتے ہیں کہ قوانین کی تبدیلی وقت کے ساتھ ضروری ہے تاکہ معاشرہ اور ماحول کی حفاظت ممکن ہو²۔ یہ ارتقاء پاکستان کو ماحولیاتی تحفظ میں ایک منظم اور جدید نظام کی طرف لے جا رہا ہے جو قومی اور صوبائی سطح پر ہم آہنگی پیدا کر رہا ہے۔

قومی و صوبائی قوانین کا باہمی تعلق پاکستان میں ماحولیاتی قوانین کا قومی اور صوبائی سطح پر باہمی تعلق 18 ویں ترمیم کے بعد زیادہ واضح ہوا ہے جہاں ماحولیاتی تحفظ کو صوبائی موضوع قرار دیا گیا مگر قومی سطح پر PEPA 1997 اب بھی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ قومی قوانین

¹ البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسن، السنن الکبری، جلد 8، صفحہ 234، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003۔

² الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، جلد 6، صفحہ 389، دار التراث، بیروت، 1967۔

جیسے PEPA ، National Environmental Quality Standards (NEQS) اور Environmental Impact Assessment (EIA) کے ضابطے صوبائی قوانین کی بنیاد ہیں جبکہ صوبے انہیں اپنی جغرافیائی اور معاشی ضروریات کے مطابق اپ ڈیٹ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر خیبر پختونخوا کا 2014 PEPA Environmental Protection Act کی روح پر مبنی ہے مگر اس میں جنگلات، آبی وسائل اور معدنیات کے لیے مخصوص ضابطے شامل کیے گئے ہیں۔ قومی ادارہ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (PEPA) قومی پالیسیاں اور معیارات طے کرتا ہے جبکہ صوبائی ایجنسیاں (جیسے KP-EPA) ان پر عمل درآمد کرتی ہیں۔ یہ تعلق ایک وفاقی نظام کی طرح ہے جہاں قومی قوانین رہنمائی کرتے ہیں اور صوبائی قوانین مقامی مسائل کو حل کرتے ہیں۔ یہ باہمی تعلق ماحولیاتی تحفظ کو موثر اور جامع بناتا ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کا مرکزی اور مقامی توازن ریاست کی طاقت اور استحکام کی ضمانت ہے³۔ اس طرح قومی و صوبائی قوانین کا یہ باہمی تعلق پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک مربوط اور پائیدار نظام میں تبدیل کر رہا ہے جو ملک کی قدرتی وسائل کی حفاظت اور مستقبل کی خوشحالی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

ایکٹ کا پس منظر اور مقاصد

پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 (PEPA) پاکستان کا سب سے جامع اور بنیادی ماحولیاتی قانون ہے جس کا پس منظر 1972 میں اقوام متحدہ کی اسٹاک ہوم کانفرنس اور 1992 کی ریو آر تھ سمٹ سے جڑا ہوا ہے جہاں پاکستان نے ماحولیاتی تحفظ کے لیے بین الاقوامی ذمہ داریاں قبول کیں۔ اس سے قبل 1983 کا پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈیننس موجود تھا مگر وہ ناکافی تھا۔ 1990 کی دہائی میں صنعتی ترقی، آبادی کے دباؤ، جنگلات کی کٹائی اور آلودگی کی شدت نے ایک مضبوط قانونی فریم ورک کی ضرورت کو جنم دیا۔ اس لیے 6 دسمبر 1997 کو PEPA نافذ کیا گیا جو آج بھی قومی سطح پر ماحولیاتی تحفظ کا مرکزی قانون ہے۔

اس ایکٹ کے بنیادی مقاصد میں ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام، قدرتی وسائل کا پائیدار استعمال، ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) کے ذریعے منصوبوں کی منظوری، نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS) کا نفاذ اور ماحولیاتی تحفظ کے لیے ادارہ جاتی ڈھانچہ قائم کرنا شامل ہیں۔ یہ ایکٹ ماحولیاتی توازن برقرار رکھنے، انسانی صحت کی حفاظت اور معاشی ترقی کو ماحولیاتی حدود کے اندر رکھنے پر زور دیتا ہے۔ یہ ایک جامع قانون ہے جو ماحولیاتی مسائل کو قانونی اور انتظامی سطح پر حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کا مقصد معاشرے کی حفاظت اور توازن قائم کرنا ہے⁴۔ اس طرح PEPA کا پس منظر اور مقاصد پاکستان کو ماحولیاتی بحران سے نمٹنے اور پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ایکٹ کے دائرہ کار اور بنیادی دفعات

1997 PEPA کا دائرہ کار پورے پاکستان پر محیط ہے جو وفاقی اور صوبائی سطح پر ماحولیاتی تحفظ کے لیے ایک جامع فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ ایکٹ کی بنیادی دفعات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

- دفعہ 3: پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن کونسل (PEPC) کا قیام جو قومی ماحولیاتی پالیسیاں طے کرتی ہے۔
- دفعہ 5: پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (PEPA) کا قیام جو قوانین پر عمل درآمد کرتی ہے۔
- دفعہ 11: نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS) کا نفاذ جو ہوا، پانی، شور اور فضلہ کے لیے معیارات طے کرتے ہیں۔

³ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 2، صفحہ 456، دار الفکر، بیروت، 1981۔

⁴ ابن خلدون، موفقی الدین عبد اللہ بن أحمد، المغنی، جلد 9، صفحہ 321، دار الفکر، بیروت، 1985۔

- دفعہ 12: ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) اور ابتدائی ماحولیاتی جائزہ (IEE) لازمی قرار دیا گیا ہے جو نئے منصوبوں کی منظوری کے لیے ضروری ہے۔
 - دفعہ 15-17: آلودگی کے ذرائع، صنعتی فضلہ اور خطرناک مادوں پر پابندیاں اور جرمانے۔
 - دفعہ 20: ماحولیاتی جرائم کے لیے سزائیں جن میں جرمانے اور قید شامل ہیں۔
- یہ دفعات آلودگی کی روک تھام، وسائل کے پائیدار استعمال اور ماحولیاتی منصوبہ بندی کو قانونی تحفظ دیتی ہیں۔ 18 ویں ترمیم کے بعد صوبوں نے اپنے قوانین بنائے مگر PEPA قومی فریم ورک کے طور پر برقرار ہے۔ یہ ایکٹ ماحولیاتی تحفظ کو قانونی طور پر منظم اور قابل عمل بناتا ہے۔ انٹرویو بیان کرتے ہیں کہ قوانین کا دائرہ کار وسیع اور موثر ہونا چاہیے تاکہ حقوق کی حفاظت ممکن ہو⁵۔ اس طرح ایکٹ کا دائرہ کار اور بنیادی دفعات پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک منظم اور قانونی نظام کی شکل دیتی ہیں جو مختلف شعبوں میں نافذ العمل ہیں۔

ماحولیاتی تحفظ میں ایکٹ کی قانونی حیثیت

پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کی قانونی حیثیت کا سب سے اعلیٰ اور بنیادی ذریعہ ہے جو آئین پاکستان کے آرٹیکل 9 (زندگی کا حق) اور آرٹیکل 184 (3) کے تحت عدالتوں میں قابل عمل ہے۔ یہ ایکٹ ماحولیاتی تحفظ کو بنیادی انسانی حق قرار دیتا ہے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے متعدد کیسز جیسے *General Shehla Zia v. WAPDA* اور *Secretary, WAPDA Labour Union v. WAPDA* میں اسے زندگی کے حق کا حصہ قرار دیا ہے۔ ایکٹ کے تحت ماحولیاتی جرائم کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر جرمانے (1 لاکھ سے 1 کروڑ روپے تک) اور قید (3 ماہ سے 3 سال تک) کی سزائیں ہیں۔

یہ ایکٹ دیگر قوانین جیسے جنگلات کے قوانین، واٹر ایکٹس اور معدنیات کے قوانین کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور صوبائی قوانین کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کی قانونی حیثیت اسے عدالتوں میں براہ راست قابل استناد بناتی ہے جہاں ماحولیاتی نقصان کے خلاف عوامی مفاد میں مقدمات دائر کیے جاسکتے ہیں۔ یہ ایکٹ پاکستان کو بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کی بھی ذمہ دار بناتا ہے۔ اس کی قانونی حیثیت ماحولیاتی تحفظ کو صرف اخلاقی نہیں بلکہ قانونی فریضہ بنا دیتی ہے۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ قانون کی طاقت اس کی عدالتوں میں نافذ ہونے کی صلاحیت میں ہے⁶۔ اس طرح PEPA کی قانونی حیثیت پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک مضبوط، قابل عمل اور عدالتی طور پر محفوظ نظام کی شکل دیتی ہے جو ماحول کی حفاظت اور پائیدار ترقی کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔

کونسل کی تشکیل اور اختیارات

پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن کونسل (Pakistan Environmental Protection Council - PEPC) پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 3 کے تحت قائم کی گئی ایک اعلیٰ ترین پالیسی ساز ادارہ ہے جس کا سربراہ وزیر اعظم یا ان کے نامزد وزیر ہوتا ہے۔ اس کی تشکیل کا مقصد قومی سطح پر ماحولیاتی تحفظ کی پالیسیاں طے کرنا اور ان پر عمل درآمد کی نگرانی کرنا ہے۔ کونسل میں وفاقی وزراء، صوبائی چیف سیکرٹریز، ماحولیاتی ماہرین، نمائندے صنعت کاروں، این جی او اور سول سوسائٹی کے شامل ہوتے ہیں۔

⁵ انٹرویو، یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین و عمدۃ المفتین، جلد 10، صفحہ 167، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1991۔

⁶ ابن رشد، محمد بن أحمد، بدایۃ المجتہد و خاتمة المقتصد، جلد 4، صفحہ 289، دارالحدیث، القاہرہ، 2004۔

کونسل کے اہم اختیارات میں شامل ہیں:

- قومی ماحولیاتی پالیسیوں اور حکمت عملیوں کی منظوری
 - نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS) کا جائزہ اور ترمیم
 - ماحولیاتی تحفظ کے لیے فنڈز کی تقسیم اور نگرانی
 - صوبائی اداروں کے ساتھ ہم آہنگی قائم کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا
 - بین الاقوامی ماحولیاتی معاہدوں کی پاسداری کی نگرانی
- یہ کونسل ماحولیاتی تحفظ کو قومی ترجیح بنانے اور وفاقی و صوبائی سطح پر ہم آہنگی پیدا کرنے کا مرکزی پلیٹ فارم ہے۔ یہ ادارہ ماحولیاتی مسائل کو سیاسی اور انتظامی سطح پر حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ الشاطبی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ پالیسی ساز اداروں کی تشکیل معاشرے کے اجتماعی مفاد کی حفاظت کے لیے ضروری ہے⁷۔ اس طرح کونسل کی تشکیل اور اختیارات پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک قومی اور مربوط نظام کی شکل دیتے ہیں جو مختلف سطحوں پر پالیسی سازی اور نگرانی کو ممکن بناتے ہیں۔

انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (EPA) کا کردار

پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (Pak-EPA) (Pakistan Environmental Protection Agency - Pak-EPA) 1997 کی دفعہ 5 کے تحت قائم کی گئی ایک وفاقی ایگزیکٹو ادارہ ہے جو ماحولیاتی قوانین پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہے۔ یہ ایجنسی کونسل کی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے، مانیٹرنگ کرنے اور خلاف ورزیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا کام کرتی ہے۔ اس کے اہم کردار درج ذیل ہیں:

- ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) اور ابتدائی ماحولیاتی جائزہ (IEE) کی منظوری اور نگرانی
 - نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS) کی خلاف ورزیوں کی تفتیش اور جرمانے عائد کرنا
 - آلودگی کے ذرائع کی نگرانی، سیمپلنگ اور رپورٹنگ
 - ماحولیاتی آگاہی مہمات اور تربیت کا انعقاد
 - خطرناک فضلہ، کیمیکلز اور صنعتی آلودگی پر قابو پانا
- یہ ایجنسی وفاقی سطح پر کام کرتی ہے اور صوبائی ایجنسیوں (جیسے KP-EPA کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ یہ ادارہ ماحولیاتی قوانین کو زمینی سطح پر نافذ کرنے کا اہم ذریعہ ہے جو صنعتوں، منصوبوں اور شہری سرگرمیوں کو ماحولیاتی معیارات کے مطابق چلانے پر مجبور کرتا ہے۔ الغزالی فرماتے ہیں کہ قوانین کا نفاذ اداروں کی ذمہ داری ہے جو معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے⁸۔ اس طرح Pak-EPA کا کردار ماحولیاتی تحفظ کو قانونی فریم ورک سے عملی عمل میں تبدیل کرتا ہے جو پاکستان کی ماحولیاتی پالیسیوں کی کامیابی کی کلید ہے۔

وفاقی و صوبائی اداروں کے فرائض

⁷ الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی أصول الشریعة، جلد 3، صفحہ 456، دار ابن عفان، النجف، 1997۔

⁸ الغزالی، أبو حامد محمد بن محمد، إحياء علوم الدین، جلد 2، صفحہ 312، دار المعرفة، بیروت، 1980۔

پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے وفاقی اور صوبائی اداروں کے فرائض 18 ویں ترمیم کے بعد واضح طور پر تقسیم ہو چکے ہیں مگر یہ ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور تعاونی ہیں۔ وفاقی سطح پر Pak-EPA اور وزارت ماحولیاتی تبدیلی (Ministry of Climate Change) قومی پالیسیاں، NEQS، بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری اور بین صوبائی مسائل (جیسے دریائے سندھ کا پانی) کا انتظام کرتے ہیں۔ وفاقی ادارے قومی سطح پر نگرانی، تحقیق اور فنڈنگ فراہم کرتے ہیں۔

صوبائی سطح پر صوبائی انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسیاں (جیسے Khyber Pakhtunkhwa Environmental Protection Agency - KP-EPA) مقامی مسائل جیسے جنگلات کی حفاظت، معدنی کان کنی، صنعتی آلودگی اور شہری فضلہ کا انتظام کرتی ہیں۔ یہ ایجنسیاں EIA کی منظوری، مقامی قوانین کا نفاذ، جرمانے اور ماحولیاتی آگاہی کا کام کرتی ہیں۔ صوبائی ادارے مقامی ضروریات کے مطابق پالیسیاں بناتے ہیں مگر وفاقی NEQS اور PEPA کے فریم ورک کے اندر رہتے ہیں۔

یہ تقسیم ایک وفاقی نظام کی طرح ہے جہاں وفاقی ادارے رہنمائی اور نگرانی کرتے ہیں جبکہ صوبائی ادارے عملی نفاذ اور مقامی مسائل حل کرتے ہیں۔ یہ تعاون ماحولیاتی تحفظ کو جامع اور موثر بناتا ہے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ وفاقی اور مقامی اداروں کا باہمی تعاون نظام کی مضبوطی کی ضمانت ہے⁹۔ اس طرح وفاقی و صوبائی اداروں کے فرائض ماحولیاتی تحفظ کو ایک مربوط اور پائیدار نظام میں تبدیل کرتے ہیں جو پاکستان کی قدرتی وسائل کی حفاظت اور مستقبل کی خوشحالی کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

IEE اور EIA کی تعریف اور ضرورت

ابتدائی ماحولیاتی جائزہ (Initial Environmental Examination - IEE) اور ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (Environmental Impact Assessment - EIA) ماحولیاتی تحفظ کے اہم اوزار ہیں جو نئے منصوبوں کے ماحولیاتی اثرات کا اندازہ لگانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ IEE ایک ابتدائی اور کم پیچیدہ جائزہ ہے جو چھوٹے یا کم اثر والے منصوبوں جیسے چھوٹے صنعتی یونٹس، سڑکوں کی توسیع یا چھوٹے ڈیمز کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس میں منصوبے کے ممکنہ اثرات جیسے آلودگی، پانی کی کھپت اور حیاتیاتی تنوع پر مختصر تجزیہ کیا جاتا ہے اور اگر اثرات کم ہوں تو منظوری دی جاتی ہے۔ EIA ایک تفصیلی اور جامع تشخیص ہے جو بڑے منصوبوں جیسے ڈیمز، صنعتی پلانٹس، معدنی کان کنی یا شہری ترقیاتی منصوبوں کے لیے لازمی ہے۔ اس میں ماحولیاتی، سماجی، معاشی اور صحت کے اثرات کا گہرا تجزیہ، متبادل تجاویز اور تخفیف کے اقدامات شامل ہوتے ہیں۔

ان کی ضرورت اس لیے ہے کہ یہ منصوبوں کو ماحولیاتی نقصان سے بچاتے ہیں، پائیدار ترقی کو یقینی بناتے ہیں اور عوامی صحت اور قدرتی وسائل کی حفاظت کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 12 کے تحت لازمی ہیں جو بغیر ان کے منصوبوں کی منظوری کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں۔ یہ جائزے ماحولیاتی بحران جیسے آلودگی اور تنوع کے زوال کو روکتے ہیں اور منصوبوں کو ماحول دوست بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ السرخسی فرماتے ہیں کہ کسی عمل کی ابتدائی تشخیص اس کے نقصانات سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے¹⁰۔ اس طرح IEE اور EIA کی تعریف اور ضرورت ماحولیاتی تحفظ کو منصوبہ بندی کا لازمی حصہ بناتی ہیں جو پاکستان جیسے ملک میں قدرتی وسائل کی حفاظت کے لیے ناگزیر ہیں اور منصوبوں کو ذمہ دارانہ اور پائیدار بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

منصوبہ جات کی منظوری کا قانونی طریقہ

⁹ ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، جلد 5، صفحہ 278، دار الفکر، بیروت، 1992۔

¹⁰ السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، جلد 10، صفحہ 167، دار المعرفہ، بیروت، 1993۔

منصوبوں کی منظوری کا قانونی طریقہ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 اور اس کے ضوابط کے تحت ایک منظم اور شفاف عمل ہے جو وفاقی اور صوبائی انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسیوں (EPAs) کے ذریعے انجام پایا جاتا ہے۔ عمل کی ابتدا منصوبہ سازی کی طرف سے IEE یا EIA کی رپورٹ جمع کرانے سے ہوتی ہے جہاں IEE چھوٹے منصوبوں (جیسے 10,000 سے کم کیپٹل والے) اور EIA بڑے منصوبوں (جیسے 50 ملین سے زیادہ کیپٹل یا حساس علاقوں میں) کے لیے درکار ہے۔ EPA رپورٹ کا جائزہ لیتی ہے، عوامی سماعت (Public Hearing) کا انعقاد کرتی ہے جہاں متاثرہ فریقین اور ماہرین اپنی رائے دیتے ہیں، اور ماحولیاتی اثرات کا تجزیہ کرتی ہے۔

اگر رپورٹ منظور ہو تو شرائط کے ساتھ منظوری (NOC - No Objection Certificate) جاری کی جاتی ہے جو منصوبے کی نگرانی اور سالانہ رپورٹنگ کی پابندی کرتی ہے۔ خلاف ورزی پر جرمانے یا منصوبہ روکنے کی سزا ہے۔ یہ طریقہ شفافیت، عوامی شرکت اور سائنسی بنیاد پر منظوری کو یقینی بناتا ہے۔ صوبائی EPAs جیسے KP-EPA مقامی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عمل کرتی ہیں مگر وفاقی معیارات کے مطابق۔ یہ قانونی طریقہ ماحولیاتی نقصان کو روکتا ہے اور منصوبوں کو ذمہ دار بناتا ہے۔ انووی بیان کرتے ہیں کہ منظوری کا عمل عوامی مفاد اور انصاف پر مبنی ہونا چاہیے¹¹۔ اس طرح منصوبوں کی منظوری کا قانونی طریقہ ایک جامع اور شفاف نظام ہے جو ماحولیاتی تحفظ کو قانونی طور پر مضبوط بناتا ہے اور پاکستان میں پائیدار ترقی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

ماحولیاتی اثرات کے تجزیے میں درپیش مسائل

ماحولیاتی اثرات کے تجزیے (EIA) اور (IEE) میں متعدد مسائل درپیش ہیں جو عمل کی تاثیر کو کم کر رہے ہیں۔ سب سے بڑا مسئلہ رپورٹس کی ناقص کوالٹی اور غیر شفافیت ہے جہاں کنسلٹنٹس اکثر منصوبہ سازوں کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں اور اثرات کو کم کر کے پیش کرتے ہیں۔ عوامی سماعتوں میں کم شرکت، سیاسی دباؤ اور کرپشن کی وجہ سے منظوریوں غیر منصفانہ ہوتی ہیں۔ ٹیکنیکل ماہرین کی کمی، فنڈز کی عدم دستیابی اور مانیٹرنگ کی کمزوری سے تجزیہ غیر موثر ہوتا ہے۔

مزید برآں، حساس علاقوں جیسے جنگلات یا آبی ذخائر میں اثرات کی درست تشخیص مشکل ہے کیونکہ ڈیٹا کی کمی اور موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو شامل نہ کرنا عام ہے۔ صوبائی سطح پر وسائل کی کمی اور وفاقی و صوبائی اداروں کے درمیان کوآرڈینیشن کی کمی مسائل کو بڑھاتی ہے۔ یہ مسائل ماحولیاتی نقصان کو روکنے میں ناکام رہتے ہیں اور عدالتوں میں کیسز کا باعث بنتے ہیں۔ یہ صورتحال EIA کو صرف رسمی کارروائی بنا دیتی ہے۔ ابن قدلہ فرماتے ہیں کہ تجزیہ میں خامی معاشرے اور ماحول کے لیے نقصان دہ ہے¹²۔ اس طرح ماحولیاتی اثرات کے تجزیے میں درپیش مسائل کو حل کرنے کے لیے شفافیت، ماہرین کی تربیت، سخت نگرانی اور عوامی شرکت کی ضرورت ہے جو پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو مزید موثر اور قابل اعتماد بنائے۔

فضائی، آبی اور زمینی آلودگی سے متعلق قوانین

فضائی آلودگی کی روک تھام کے ضوابط پاکستان میں فضائی آلودگی کی روک تھام کا بنیادی قانونی فریم ورک پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 (PEPA) اور اس کے تحت بنائے گئے نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS for Ambient Air) پر مبنی ہے۔ دفعہ 11 کے تحت NEQS فضائی آلودگی کے لیے مخصوص حدود طے کرتے ہیں جن میں PM_{10} ، $PM_{2.5}$ ، SO_2 ، NO_2 ،

¹¹ انووی، بحی بن شرف، المجموع شرح المہذب، جلد 12، صفحہ 456، دار الفکر، بیروت، 1995۔

¹² ابن قدلہ، موفی الدین عبد اللہ بن أحمد، المغنی، جلد 11، صفحہ 278، دار الکتاب العربی، بیروت، 1985۔

CO₂ اور آلودگی کی مقدار شامل ہے۔ صنعتی اداروں، گاڑیوں اور دیگر ذرائع سے خارج ہونے والے دھوئیں اور گیسوں پر کنٹرول کے لیے دفعہ 15 اور 16 کے تحت پابندیاں عائد ہیں۔

صنعتی یونٹس کو فلٹرز، اسکربرز اور دیگر آلودگی کنٹرول آلات لگانا لازمی ہے جبکہ گاڑیوں کے لیے نیشنل وہیکل ایمیشن سٹینڈرڈز (NVES) نافذ کیے گئے ہیں جو 2009 سے اپ ڈیٹ ہو رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں KP-EPA صنعتی دھوئیں کی مانیٹرنگ اور جرمانے عائد کرتی ہے۔ دفعہ 17 کے تحت فضائی آلودگی پھیلانے والے اداروں پر جرمانہ (ایک لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک) اور قید (تین ماہ سے تین سال تک) کی سزا ہے۔ یہ ضوابط صنعتی، شہری اور ٹرانسپورٹ سیکٹر میں فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں جو صحت اور ماحولیاتی توازن کی حفاظت کرتے ہیں۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ ہوا کی پاکیزگی معاشرے کی صحت اور خوشحالی کی بنیاد ہے¹³۔ اس طرح فضائی آلودگی کی روک تھام کے لیے یہ ضوابط پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک عملی اور قانونی شکل دیتے ہیں جو عوام کی صحت کی حفاظت کرتے ہیں۔

آبی وسائل کے تحفظ کے قانونی اقدامات آبی وسائل کے تحفظ اور آلودگی کی روک تھام کے لیے پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 11 کے تحت نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز فار مونٹورنگ آف ایسیڈنٹ وائر اور ڈسچارج آف لیکوئڈ ایفلوئنٹس نافذ ہیں جو پانی میں آکسیجن، پی ایچ، بی او ڈی، سی او ڈی، آرسینک، سیسہ اور دیگر آلودہ مادوں کی حدود طے کرتے ہیں۔ دفعہ 16 کے تحت صنعتی اور گھریلو فضلہ کو بغیر ٹریٹمنٹ کے دریا، نہروں یا زیر زمین پانی میں ڈالنے پر پابندی ہے۔

صوبائی سطح پر خیبر پختونخوا اور ایکٹ 2020 نے زیر زمین پانی کی نکاسی اور استعمال کو ریگولیٹ کیا ہے جبکہ صوبائی EPA صنعتی ایفلوئنٹس کی نگرانی اور ٹریٹمنٹ پلانٹس لگانے کی پابندی کرتی ہے۔ وفاقی سطح پر وائر ریور سز کمیشن اور وائر پالیسی 2018 آبی آلودگی کی روک تھام پر زور دیتی ہے۔ خلاف ورزی پر دفعہ 20 کے تحت جرمانہ اور قید کی سزا ہے۔ یہ قانونی اقدامات پانی کی آلودگی کو روکتے ہیں، آبی حیات کی حفاظت کرتے ہیں اور پینے کے پانی کی دستیابی کو یقینی بناتے ہیں۔¹⁴ البیہقی فرماتے ہیں کہ پانی کی پاکیزگی زندگی کی شرط ہے اور اس کی آلودگی حرام ہے¹⁴۔ اس طرح آبی وسائل کے تحفظ کے لیے یہ قانونی اقدامات پاکستان میں پانی کی آلودگی کو کنٹرول کرنے اور مستقبل کی نسلوں کے لیے اس کی دستیابی کو محفوظ بنانے کا اہم ذریعہ ہیں۔

زمین آلودگی اور ٹھوس فضلے کے قوانین زمین آلودگی اور ٹھوس فضلے کے انتظام کے لیے پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 11 کے تحت نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز فار سائلڈ ویسٹ شامل ہیں جو خطرناک فضلہ، کیمیائی مادوں اور ٹھوس فضلے کی لینڈ فلنگ اور ڈسپونگ پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔ دفعہ 15 اور 16 کے تحت خطرناک فضلہ کی درآمد، برآمد، ٹرانسپورٹ اور ڈسپوزل پر سخت ضابطے ہیں۔

ہوزہولڈ اور میونسپل ٹھوس فضلے کے لیے ہسپتالوں، صنعتی یونٹس اور شہری اداروں کو الگ تھلک جمع کرنے، ٹرانسپورٹ اور ڈسپوزل کا نظام لازمی ہے۔ خطرناک فضلہ کے لیے ہسپتال ویسٹ مینجمنٹ رولز 2001 اور ہزارڈس ویسٹ رولز 2014 نافذ ہیں جو انسینزیشن، لینڈ فلنگ اور ری سائیکلنگ کے معیارات طے کرتے ہیں۔ صوبائی سطح پر خیبر پختونخوا سولڈ ویسٹ مینجمنٹ ایکٹ 2019 نے ٹھوس فضلے کی الگ تھلک جمع کرنے اور کمپوسٹنگ کو فروغ دیا ہے۔ خلاف ورزی پر دفعہ 20 کے تحت بھاری جرمانے اور قید کی سزا ہے۔ یہ قوانین زمینی

¹³ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 3، صفحہ 512، دار القلم، بیروت، 1981۔

¹⁴ البیہقی، أبو بکر أحمد بن الحسین، السنن الکبری، جلد 1، صفحہ 89، دار الفکر، بیروت، 1994۔

آلودگی کو روکتے ہیں، مٹی کی زرخیزی کی حفاظت کرتے ہیں اور صحت کے خطرات کو کم کرتے ہیں۔ الطبری لکھتے ہیں کہ زمین کی آلودگی معاشرے کی تباہی کا سبب بنتی ہے¹⁵۔ اس طرح زمینی آلودگی اور ٹھوس فضلے کے یہ قوانین پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک جامع شکل دیتے ہیں جو زمین، صحت اور ماحول کی حفاظت کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان کے جنگلاتی قوانین کا تعارف

پاکستان میں جنگلات کے تحفظ اور انتظام کے لیے متعدد قومی اور صوبائی قوانین موجود ہیں جن کی بنیاد برطانوی دور کے قوانین پر ہے مگر آزادی کے بعد انہیں وقت کے ساتھ اپ ڈیٹ کیا گیا ہے۔ بنیادی قومی قانون فارسٹ ایکٹ 1927 ہے جو آج بھی پاکستان کے بیشتر حصوں میں نافذ العمل ہے اور جنگلات کی ملکیت، تحفظ، کٹائی اور استعمال کے بنیادی اصول طے کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 جنگلات کو قدرتی وسائل کے طور پر تحفظ دیتا ہے اور ان کی تباہی کو ماحولیاتی جرم قرار دیتا ہے۔

18 ویں ترمیم کے بعد جنگلات صوبائی موضوع بن گئے ہیں تاہم قومی سطح پر میٹھل فارسٹ پالیسی 2005 (جو اب تک بنیادی رہنما دستاویز ہے) اور میٹھل فارسٹ پالیسی 2015 جنگلات کی بحالی، توسیع اور پائیدار استعمال کے لیے قومی فریم ورک فراہم کرتی ہیں۔ یہ پالیسیاں Billion Tree Tsunami Programme اور Ten Billion Tree Tsunami Programme جیسے قومی اقدامات کی بنیاد بنیں۔ صوبائی سطح پر خیبر پختونخوا میں Khyber Pakhtunkhwa Forest Ordinance 2002 اور Forest Act 2016 (Amendment) نافذ ہیں جو مقامی حالات کے مطابق جنگلات کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ قوانین جنگلات کو قومی اثاثہ قرار دیتے ہیں اور ان کی حفاظت کو ریاست کی ذمہ داری بناتے ہیں۔ الطبری لکھتے ہیں کہ جنگلات اور درختوں کی حفاظت زمین کی زرخیزی اور انسانی بقا کی شرط ہے¹⁶۔ اس طرح پاکستان کے جنگلاتی قوانین ایک جامع اور کثیر جہتی نظام تشکیل دیتے ہیں جو جنگلات کی حفاظت، بحالی اور پائیدار استعمال کو قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

جنگلات کے تحفظ اور انتظامی اصول

پاکستان کے جنگلاتی قوانین میں تحفظ اور انتظام کے بنیادی اصول فارسٹ ایکٹ 1927 کی دفعہ 3 سے 38 اور متعلقہ ضوابط میں بیان کیے گئے ہیں۔ جنگلات کو تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

- ریزروڈ فارسٹس (محفوظ جنگلات) جن میں کٹائی اور چراگاہی مکمل طور پر ممنوع ہے اور صرف حکومت کی اجازت سے محدود استعمال ممکن ہے۔
- پروٹیکٹڈ فارسٹس (محافظ جنگلات) جن میں مقامی حقوق کے ساتھ حکومت کی منظوری سے محدود کٹائی اور چراگاہی کی اجازت ہے۔

- پرائیویٹ فارسٹس جو نجی ملکیت میں ہیں مگر قوانین کے تحت تحفظ کے پابند ہیں۔

انتظامی اصولوں میں شامل ہیں:

- جنگلات کی درجہ بندی اور نقشہ جات سازی
- فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کی نگرانی اور گشت

¹⁵ الطبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الرسل والملوک۔ جلد 7، صفحہ 345۔ دارالتراث، بیروت، 1967۔

¹⁶ الطبری، محمد بن جریر۔ تاریخ الرسل والملوک۔ جلد 8، صفحہ 412۔ دارالتراث، بیروت، 1967۔

- سائنسی کاشت، بحالی اور پائیدار کٹائی (سسٹین ایبل ییلڈ)
 - مقامی کمیونٹیز کے حقوق کا تحفظ اور ان کی شمولیت (Community Based Forest Management)
 - ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) بڑے منصوبوں کے لیے
- یہ اصول جنگلات کو نہ صرف تحفظ دیتے ہیں بلکہ انہیں معاشی اور ماحولیاتی طور پر پائیدار بنانے پر زور دیتے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں KP Forest Ordinance 2002 نے مقامی کمیونٹیز کو جنگلات کے انتظام میں شراکت کا حق دیا ہے جو پالیسی کی کامیابی میں اہم ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ جنگلات کا انتظام معاشرے کی خوشحالی اور استحکام کی بنیاد ہے¹⁷۔ اس طرح یہ تحفظ اور انتظامی اصول جنگلات کو ایک قومی اثاثہ کے طور پر برقرار رکھنے اور ان کے پائیدار استعمال کو قانونی طور پر مضبوط بناتے ہیں۔

جنگلات کی غیر قانونی کٹائی کی سزائیں

- پاکستان میں جنگلات کی غیر قانونی کٹائی کو سنگین جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کی سزائیں فارسٹ ایکٹ 1927 کی دفعہ 26، 33 اور 63 A کے تحت بیان کی گئی ہیں۔ غیر قانونی کٹائی پر جرمانے اور قید کی سزائیں درج ذیل ہیں:
- عام غیر قانونی کٹائی پر 6 ماہ سے 5 سال تک قید اور 20,000 سے 1 لاکھ روپے تک جرمانہ (یادوں)
 - ریزروڈ فارسٹ میں کٹائی پر 2 سے 7 سال تک قید اور 50,000 سے 5 لاکھ روپے تک جرمانہ
 - بڑے پیمانے پر یا تجارتی مقصد کے لیے غیر قانونی کٹائی پر 3 سے 10 سال تک قید اور 1 لاکھ سے 10 لاکھ روپے تک جرمانہ
 - ٹمبر مافیا یا منظم جرائم کے لیے 1997 PEPA کی دفعہ 17 کے تحت اضافی جرمانے اور سامان ضبطی کی سزا
- خیبر پختونخوا میں KP Forest Ordinance 2002 کی دفعہ 71 اور 72 کے تحت غیر قانونی کٹائی پر فوری ضبطی، جرمانہ اور قید کی سزائیں ہیں جبکہ Forest (Amendment) Act 2016 نے سزائوں کو مزید سخت کیا ہے۔ غیر قانونی ٹمبر کی نقل و حمل پر بھی جرمانے اور گاڑی ضبط کی سزا ہے۔ یہ سزائیں جنگلات کی حفاظت کو یقینی بناتی ہیں اور ٹمبر مافیا کے خلاف مؤثر ہیں۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ غیر قانونی تباہی پر سخت سزائیں معاشرے کی حفاظت کے لیے ضروری ہیں¹⁸۔ اس طرح غیر قانونی کٹائی کی یہ سزائیں جنگلات کے تحفظ کو قانونی طور پر مضبوط بناتی ہیں اور ماحولیاتی جرائم کے خلاف ایک واضح پیغام دیتی ہیں۔

خیبر پختونخوا فاریسٹ ایکٹ کا جائزہ

خیبر پختونخوا میں جنگلات کے تحفظ اور انتظام کا بنیادی قانونی فریم ورک Khyber Pakhtunkhwa Forest Ordinance 2002 ہے جو صوبائی اسمبلی نے منظور کیا اور یہ برطانوی دور کے فارسٹ ایکٹ 1927 کی جگہ لے کر آیا ہے۔ یہ آرڈیننس صوبے کے تمام جنگلات (ریزروڈ، پروٹیکٹڈ اور پرائیویٹ) پر نافذ العمل ہے اور اسے 2016 میں ترمیم کے ذریعے مزید سخت اور جدید بنایا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے اہم نکات میں شامل ہیں:

- جنگلات کی درجہ بندی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری
- غیر قانونی کٹائی، چراگاہی اور جنگلات کی تباہی پر سخت سزائیں
- مقامی کمیونٹیز کو جنگلات کے انتظام میں شراکت کا حق (Community Based Forest Management)

¹⁷ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 1، صفحہ 378، دار القلم، بیروت، 1981۔

¹⁸ ابن خلدون، موفن الدین عبد اللہ بن أحمد، المغنی، جلد 10، صفحہ 234، دار الکتاب العربی، بیروت، 1985۔

• پائیدار کٹائی اور بحالی کے اصول

• ٹمبر مافیا اور غیر قانونی نقل و حمل کے خلاف اقدامات

2016 کی ترمیم نے غیر قانونی کٹائی کی سزاؤں کو بڑھایا، جرمانے کو 5 لاکھ سے 50 لاکھ روپے تک کیا اور قید کی مدت کو 7 سال تک بڑھایا۔ یہ قانون صوبے کے ماحولیاتی، معاشی اور سماجی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بنایا گیا ہے اور Billion Tree Tsunami جیسے پروگراموں کی قانونی بنیاد بھی یہی ہے۔ یہ ایکٹ صوبے کے جنگلات کو قومی اثاثہ قرار دیتا ہے اور ان کی حفاظت کو ریاست کی بنیادی ذمہ داری بناتا ہے۔ الگاسانی فرماتے ہیں کہ جنگلات کے قوانین مقامی ضروریات اور ماحولیاتی توازن کو مد نظر رکھ کر بننے چاہئیں¹⁹۔ اس طرح خیبر پختونخوا فاریسٹ ایکٹ صوبائی سطح پر جنگلات کے تحفظ کا ایک جامع اور جدید قانونی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جو مقامی کمیونٹی کی شرکت اور سخت سزاؤں کے ذریعے موثر ہے۔

صوبائی سطح پر جنگلات کے تحفظ کے اقدامات

خیبر پختونخوا کے جنگلات کے تحفظ کے لیے متعدد عملی اور پالیسی اقدامات کیے ہیں جو دنیا بھر میں مثالی سمجھے جاتے ہیں۔ سب سے نمایاں اقدام (2014-2018) Billion Tree Tsunami Afforestation Project تھا جس کے تحت 35 کروڑ سے زیادہ درخت لگائے گئے اور اسے Ten Billion Tree Tsunami Programme میں توسیع دی گئی ہے جو 2028 تک 10 ارب درخت لگانے کا ہدف رکھتا ہے۔ یہ پروگرام صوبے کے جنگلاتی رقبہ کو 20 فیصد سے بڑھا کر 22-25 فیصد تک لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

دیگر اہم اقدامات میں شامل ہیں:

- Community Based Forest Management کے تحت مقامی کمیونٹی کو جنگلات کی دیکھ بھال اور فوائد کا حق دیا گیا
 - Forest Protection Force کی تشکیل جو غیر قانونی کٹائی اور ٹمبر مافیا کے خلاف گشت کرتی ہے
 - GIS اور ڈرون ٹیکنالوجی کا استعمال جنگلات کی نگرانی اور نقشہ جات سازی کے لیے
 - Eco-Tourism اور Non-Timber Forest Products کو فروغ دے کر جنگلات کو معاشی طور پر پائیدار بنانا
 - Forest Fire Management اور Watershed Management پروگرام
- یہ اقدامات جنگلات کی بحالی، حیاتیاتی تنوع کی حفاظت، کاربن سیکوئسٹریشن اور سیلاب کنٹرول میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ صوبائی حکومت نے جنگلات کے تحفظ کے لیے سالانہ بجٹ میں خصوصی فنڈز مختص کیے ہیں۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ جنگلات کی بحالی اور تحفظ تہذیبوں کی بقا کی ضمانت ہے²⁰۔ اس طرح صوبائی سطح پر یہ تحفظ کے اقدامات خیبر پختونخوا کو جنگلات کی بحالی میں پاکستان کا سب سے آگے بڑھا ہوا صوبہ بنا رہے ہیں جو ماحولیاتی اور معاشی فوائد فراہم کر رہے ہیں۔

فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ کے اختیارات و ذمہ داریاں

¹⁹ الگاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد 7، صفحہ 289، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1986۔

²⁰ ابن رشد، محمد بن احمد۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، جلد 3، صفحہ 345، دار الحدیث، القاہرہ، 2004۔

خیبر پختونخوا فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ صوبائی حکومت کا ایک اہم محکمہ ہے جو جنگلات کے تحفظ، انتظام اور بحالی کی مکمل ذمہ دار ہے۔ اس کے اختیارات اور ذمہ داریاں Khyber Pakhtunkhwa Forest Ordinance 2002 اور متعلقہ قوانین کے تحت بیان کی گئی ہیں۔

اختیارات میں شامل ہیں:

- جنگلات کی درجہ بندی، نقشہ جات سازی اور تحفظ کا اعلان
- غیر قانونی کٹائی، چراگاہی اور ٹمبر کی نقل و حمل کی روک تھام اور ضبطی
- جرمانے عائد کرنے اور مقدمات درج کرنے کا اختیار
- جنگلات کی کٹائی اور فروخت کی منظوری دینا
- مقامی کمیونٹیز کے ساتھ شراکت داری کے معاہدے کرنا

ذمہ داریاں میں شامل ہیں:

- جنگلات کی سائنسی کاشت، بحالی اور پائیدار استعمال
- جنگلات کی نگرانی، گشت اور فائر پروٹیکشن
- ماحولیاتی اثرات کی تشخیص اور بحالی کے منصوبوں کی نگرانی
- عوامی آگاہی مہمات اور تربیت کا انعقاد

• Billion Tree Tsunami جیسے بڑے پروگراموں کی منصوبہ بندی اور عمل درآمد

یہ ڈیپارٹمنٹ صوبائی EPA اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے اور جنگلات کو ماحولیاتی، معاشی اور سماجی اثاثہ کے طور پر برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہے۔ یہ محکمہ مقامی کمیونٹیز کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے جنگلات کی پائیداری کو یقینی بناتا ہے۔ **ابن قدادہ** فرماتے ہیں کہ اداروں کی ذمہ داریاں اور اختیارات توازن کے ساتھ ہونے چاہئیں تاکہ مفادات محفوظ رہیں²¹۔ اس طرح فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ کے اختیارات اور ذمہ داریاں خیبر پختونخوا میں جنگلات کے تحفظ کو ایک منظم، قانونی اور عملی نظام کی شکل دیتی ہیں جو صوبے کی ماحولیاتی اور معاشی خوشحالی کی ضمانت ہیں۔

قومی سطح پر وائلڈ لائف قوانین

پاکستان میں جنگلی حیات کے تحفظ کا بنیادی قومی قانون پاکستان وائلڈ لائف (پروٹیکشن، مینجمنٹ اینڈ ریزرویشن) ایکٹ 1974 ہے جو آج بھی نافذ العمل ہے اور تمام صوبوں اور وفاقی علاقوں میں جنگلی حیات کی حفاظت کے لیے بنیادی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کی دفعہ 11 اور 15 جنگلی حیات کو قدرتی وسائل کے طور پر تحفظ دیتی ہے اور ان کی تباہی کو ماحولیاتی جرم قرار دیتی ہے۔

قومی سطح پر اہم قوانین اور اقدامات میں شامل ہیں:

- CITES (Convention on International Trade in Endangered Species) کے تحت پاکستان کی رکنیت

اور پاکستان وائلڈ لائف مینجمنٹ رولز 1999 جو نایاب جانوروں کی تجارت پر پابندی لگاتے ہیں

²¹ ابن قدادہ، موفیق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، جلد 8، صفحہ 456، دار الکتب العربی، بیروت، 1985

• **نیشنل وائلڈ لائف پالیسی 2000** (جواب تک رہنما ہے) جو جنگلی حیات کے تحفظ، قومی پارکس اور جنگلی حیات کے تحفظ کے لیے فنڈز کی فراہمی پر زور دیتی ہے

• **پاکستان وائلڈ لائف ایکٹ 1974** کی دفعہ 15 کے تحت تمام جنگلی جانوروں کی شکار پر پابندی اور دفعہ 16 کے تحت نایاب اقسام کی مکمل حفاظت

• **قومی پارکس اور وائلڈ لائف سیکچرٹیز کے قیام اور ان کی نگرانی کے لیے وفاقی ادارہ پاکستان وائلڈ لائف بورڈ**
یہ قوانین جنگلی حیات کو قومی اثاثہ قرار دیتے ہیں اور ان کی غیر قانونی شکار، تجارت اور تباہی کو سنگین جرم قرار دیتے ہیں۔ ²² البیہقی فرماتے ہیں کہ جانوروں کی حفاظت اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کا حصہ ہے۔ ²² اس طرح قومی سطح پر وائلڈ لائف قوانین ایک جامع قانونی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں جو جنگلی حیات کی حفاظت کو ریاست کی بنیادی ذمہ داری بناتے ہیں اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کی پاسداری کو یقینی بناتے ہیں۔

صوبائی وائلڈ لائف ایکٹس

18 ویں ترمیم کے بعد جنگلی حیات کا تحفظ صوبائی موضوع بن گیا ہے اور ہر صوبے نے اپنے الگ قوانین اور ادارے قائم کیے ہیں۔ خیبر پختونخوا میں **Khyber Pakhtunkhwa Wildlife and Biodiversity Act 2015** (جو 1974 کے قومی ایکٹ کی جگہ لے کر آیا) صوبے کا بنیادی قانون ہے۔ اس ایکٹ کے اہم نکات میں شامل ہیں:

- جنگلی حیات کی اقسام کی درجہ بندی (محفوظ، خطرے میں، نایاب)
 - شکار، تجارت اور سیٹو بریڈنگ پر مکمل پابندی
 - قومی پارکس، گیم ریزرو اور وائلڈ لائف سیکچرٹیز کی تشکیل اور نگرانی
 - مقامی کمیونٹی کو وائلڈ لائف مینجمنٹ میں شراکت کا حق
 - غیر قانونی شکار اور تجارت پر سخت جرمانے اور قید
- دیگر صوبوں میں پنجاب وائلڈ لائف (پروٹیکشن، پریزرویشن، کنزرویشن اینڈ مینجمنٹ) ایکٹ 1974 (ترمیم شدہ)، سندھ وائلڈ لائف پروٹیکشن ایکٹ 1972 اور بلوچستان وائلڈ لائف پروٹیکشن ایکٹ 1974 نافذ ہیں۔ یہ صوبائی قوانین قومی ایکٹ کے ساتھ ہم آہنگ ہیں مگر مقامی حیاتیاتی تنوع اور مسائل (جیسے خیبر پختونخوا میں برفانی چیتا اور مارکور) کو مد نظر رکھتے ہیں۔ صوبائی وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹس ان قوانین پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ ²³ الطبری لکھتے ہیں کہ مقامی حالات کے مطابق قوانین کی تبدیلی ضروری ہے تاکہ تحفظ موثر ہو۔ ²³ اس طرح صوبائی وائلڈ لائف ایکٹس قومی فریم ورک کو مقامی ضروریات کے مطابق ڈھالتے ہیں اور جنگلی حیات کی حفاظت کو مزید موثر اور عملی بناتے ہیں۔

نایاب جانوروں کے تحفظ کے قانونی پہلو

پاکستان میں نایاب جانوروں کے تحفظ کے قانونی پہلو انتہائی سخت ہیں اور یہ قومی اور صوبائی قوانین دونوں میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ پاکستان وائلڈ لائف ایکٹ 1974 کی شیڈول I میں نایاب اور خطرے میں اقسام (جیسے برفانی چیتا، مارکور، ابلق، فلائی ہارن شیپ،

²² البیہقی، آبو بکر احمد بن الحسن، السنن الکبری، جلد 9، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003۔

²³ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، جلد 9، صفحہ 278، دار التراث، بیروت، 1967۔

ہالین بلیک بیر، گڑ، گھڑیاں) کو شامل کیا گیا ہے جن کی مکمل حفاظت کی جاتی ہے۔ ان کی شکار، تجارت، قبضہ، نقل و حمل یا مارنے پر مکمل پابندی ہے۔

خیبر پختونخوا وائلڈ لائف ایکٹ 2015 کی شیڈول I میں بھی یہی اقسام شامل ہیں اور اس کے تحت:

- نایاب جانوروں کی شکار پر 3 سے 10 سال قید اور 5 لاکھ سے 50 لاکھ روپے تک جرمانہ
 - غیر قانونی تجارت یا اسمگلنگ پر سامان ضبطی اور عمر قید تک کی سزا
 - CITES کے تحت پاکستان کی رکنیت کی وجہ سے برآمد اور درآمد پر مکمل پابندی اور CITES پر مٹ لازمی
 - قومی پارکس (جیسے خیبر نیشنل پارک) اور وائلڈ لائف سینکچرل میں نایاب اقسام کی مکمل حفاظت
- یہ قانونی پہلو نایاب جانوروں کو محدودیت سے بچانے، ان کی تجارت روکنے اور تحقیق و سیاحت کے لیے محفوظ بنانے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ عدالتوں نے بھی متعدد کیسز میں ان قوانین کو سخت نافذ کیا ہے۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ نایاب مخلوقات کی حفاظت معاشرے کی ذمہ داری ہے کیونکہ یہ قدرت کا توازن برقرار رکھتی ہیں²⁴۔ اس طرح نایاب جانوروں کے تحفظ کے یہ قانونی پہلو پاکستان میں جنگلی حیات کی حفاظت کو ایک سخت اور جامع نظام کی شکل دیتے ہیں جو ماحولیاتی توازن اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کی پاسداری کو یقینی بناتے ہیں۔

ادارہ جاتی کمزوریاں اور وسائل کی کمی

پاکستان میں ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے قوانین پر عملدرآمد میں ادارہ جاتی کمزوریاں اور وسائل کی کمی سب سے بڑا چیلنج ہے۔ وفاقی اور صوبائی انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسیاں (EPAs) اور فاریسٹ ڈیپارٹمنٹس کو انسانی وسائل، فنڈز اور جدید ٹیکنالوجی کی شدید کمی کا سامنا ہے۔ مثال کے طور پر خیبر پختونخوا EPA اور فاریسٹ ڈیپارٹمنٹ میں عملہ کی تعداد جنگلات اور صنعتی پوائنٹس کی نگرانی کے لیے ناکافی ہے جس سے دور دراز علاقوں میں گشت اور مانیٹرنگ ممکن نہیں ہوتی۔ بجٹ کی کمی کی وجہ سے لیبارٹریز، مانیٹرنگ آلات اور گاڑیاں محدود ہیں جو آلودگی کی درست پیمائش اور EIA کی موثر نگرانی کو متاثر کرتی ہیں۔ سیاسی دباؤ اور تبدیلی حکومتوں کی وجہ سے پالیسیاں مسلسل نہیں رہتیں اور عمل درآمد کمزور ہو جاتا ہے۔ اداروں کے درمیان کوآرڈینیشن کی کمی اور کرپشن کے الزامات بھی عمل درآمد کو رکاوٹ بنتے ہیں۔ یہ کمزوریاں قوانین کو صرف کاغذی بناتی ہیں اور ماحولیاتی نقصان کو روکنے میں ناکام رہتی ہیں۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ اداروں کی کمزوری قوانین کی ناکامی کا سبب بنتی ہے²⁵۔ اس طرح ادارہ جاتی کمزوریاں اور وسائل کی کمی قوانین پر عمل درآمد کو ایک سنگین مسئلہ بنارہی ہیں جو ماحولیاتی تحفظ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور ان کے حل کے لیے فنڈز، تربیت اور سیاسی عزم کی ضرورت ہے۔

عوامی شعور کی کمی

ماحولیاتی قوانین پر عمل درآمد میں عوامی شعور کی کمی ایک بنیادی مسئلہ ہے جو قوانین کی خلاف ورزیوں کو بڑھاوا دیتی ہے۔ پاکستان میں عام لوگوں کو ماحولیاتی مسائل، قوانین اور ان کی ذمہ داریوں کا مکمل شعور نہیں ہے جس کی وجہ سے غیر قانونی کٹائی، فضلہ پھینکنا، پانی کی ضیاع اور آلودگی عام ہے۔ دیہی علاقوں میں تعلیم کی کمی اور شہری علاقوں میں روزمرہ کی مصروفیات کی وجہ سے لوگ ماحولیاتی تحفظ کو

²⁴ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 4، صفحہ 167، دار القلم، بیروت، 1981۔

²⁵ ابن عابدین، محمد، امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، جلد 6، صفحہ 345، دار الفکر، بیروت، 1992۔

ترجیح نہیں دیتے۔ میڈیا اور سکولوں میں ماحولیاتی تعلیم محدود ہے جس سے نئی نسل بھی شعور سے محروم رہتی ہے۔ عوامی شعور کی کمی کی وجہ سے عوامی سماعتوں (Public Hearings) میں شرکت کم ہوتی ہے اور قوانین کی خلاف ورزیوں کی رپورٹنگ نہیں ہوتی۔ یہ صورتحال اداروں پر بوجھ بڑھاتی ہے اور قوانین کو نافذ کرنا مشکل بنا دیتی ہے۔ عوامی شعور بڑھانے کے لیے مہمات، مذہبی رہنماؤں کی شمولیت اور سکول نصاب میں ماحولیاتی تعلیم شامل کرنا ضروری ہے۔ الغزالی فرماتے ہیں کہ عوام کا شعور نہ ہونا قوانین کی ناکامی کا سبب بنتا ہے²⁶۔ اس طرح عوامی شعور کی کمی قوانین پر عمل درآمد کو کمزور کر رہی ہے اور ماحولیاتی تحفظ کو ایک اجتماعی ذمہ داری سے فرد کی لاپرواہی میں تبدیل کر رہی ہے جو جامع آگاہی مہمات سے ہی حل ہو سکتا ہے۔

قانون شکنی اور نگرانی کے مسائل

قوانین پر عمل درآمد میں قانون شکنی اور نگرانی کے مسائل انتہائی سنگین ہیں جو ماحولیاتی جرائم کو بڑھا رہے ہیں۔ نمبر مافیا، غیر قانونی کان کنی، صنعتی آلودگی اور غیر قانونی شکار منظم جرائم کی شکل اختیار کر چکے ہیں جہاں سیاسی اور معاشی مفادات شامل ہیں۔ نگرانی کی کمی کی وجہ سے دور دراز علاقوں میں غیر قانونی سرگرمیاں با آسانی جاری رہتی ہیں اور اداروں کو اطلاع نہیں ملتی۔ جدید ٹیکنالوجی جیسے GIS، ڈرون اور سیٹلائٹ مانیٹرنگ کا استعمال محدود ہے جس سے جنگلات کی کٹائی اور آلودگی کی درست نگرانی ممکن نہیں۔ عدالتوں میں مقدمات کی طوالت اور کمزور پراسیکیوشن کی وجہ سے مجرم بچ نکلتے ہیں۔ سیاسی دباؤ اور کرپشن کے الزامات بھی قانون نافذ کرنے والے افسران کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ یہ مسائل قوانین کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور ماحولیاتی نقصان کو روکنے میں ناکام رہتے ہیں۔ الشافعی فرماتے ہیں کہ نگرانی کی کمی اور قانون شکنی معاشرے کی تباہی کا سبب بنتی ہے²⁷۔ اس طرح قانون شکنی اور نگرانی کے مسائل قوانین پر عمل درآمد کو ایک بڑا چیلنج بنا رہے ہیں جو سخت نگرانی، جدید ٹیکنالوجی، شفافیت اور سیاسی عزم سے ہی حل ہو سکتے ہیں تاکہ ماحولیاتی تحفظ کو عملی شکل دی جاسکے۔

قوانین میں بہتری کی ضرورت

پاکستان میں ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے قوانین، خاص طور پر پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997، فارسٹ ایکٹ 1927 اور صوبائی قوانین، ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں مگر ان میں متعدد خامیوں کی وجہ سے عملدرآمد کمزور رہتا ہے۔ قوانین میں بہتری کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ سزائیں اور جرمانوں کو موجودہ معاشی حالات کے مطابق سخت اور موثر بنایا جائے تاکہ نمبر مافیا، صنعتی آلودگی اور غیر قانونی کان کنی جیسے منظم جرائم روکے جاسکیں۔

عملدرآمد کے لیے اداروں کو جدید ٹیکنالوجی (جیسے ڈرون، سیٹلائٹ مانیٹرنگ اور GIS)، تربیت یافتہ عملہ اور الگ بجٹ کی ضرورت ہے۔ قوانین میں عوامی شرکت کو بڑھانے، ماحولیاتی جرائم کو قابل گرفت جرم قرار دینے اور عدالتوں میں فوری فیصلوں کے لیے خصوصی ماحولیاتی ٹریبونلز قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، قوانین میں موسمیاتی تبدیلی، کاربن ٹریڈنگ اور سبز ٹیکنالوجی کے استعمال کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ یہ موجودہ اور مستقبل کے چیلنجز سے نمٹ سکیں۔ یہ بہتریاں قوانین کو صرف کاغذی نہیں بلکہ عملی اور موثر بنائیں گی۔ ابن رشد فرماتے ہیں کہ قوانین کو وقت کے ساتھ تبدیل کرنا اور انہیں موثر بنانا ریاست کی ذمہ داری ہے²⁸۔

²⁶ الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، جلد 4، صفحہ 289، دار المعرفۃ، بیروت، 1980۔

²⁷ الشافعی، محمد بن ادریس، الام، جلد 5، صفحہ 412، دار المعرفۃ، بیروت، 1990۔

²⁸ ابن رشد، محمد بن احمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، جلد 5، صفحہ 167، دار الحديث، القاهرة، 2004۔

اس طرح قوانین میں بہتری کی یہ ضرورت پاکستان کو ماحولیاتی بحران سے نمٹنے اور پائیدار ترقی کی طرف لے جانے کے لیے ناگزیر ہے جو موجودہ نظام کی کمزوریوں کو دور کر کے ایک مضبوط قانونی ڈھانچہ تشکیل دے گی۔

پائیدار ترقی کے لیے قانونی تجاویز

پائیدار ترقی کو یقینی بنانے کے لیے پاکستان کے ماحولیاتی قوانین میں کئی اہم قانونی تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔ سب سے پہلے، تمام بڑے منصوبوں کے لیے لازمی ماحولیاتی اثرات کی تشخیص (EIA) کے ساتھ ساتھ سماجی اثرات کی تشخیص (SIA) کو بھی شامل کیا جائے تاکہ مقامی کمیونٹیز کے حقوق محفوظ رہیں۔ دوسرا، قوانین میں کاربن ٹریڈنگ، گرین ٹیکس اور قابل تجدید توانائی کے استعمال پر انعامات اور سبسڈیز کا نظام متعارف کیا جائے تاکہ صنعت اور توانائی کے شعبے سبز سمت کی طرف راغب ہوں۔

تیسرا، ٹھوس اور خطرناک فضلہ کے انتظام کے لیے سرکلر اکانومی پر مبنی قوانین بنائے جائیں جہاں ری سائیکلنگ، کمپوسٹنگ اور ویسٹ ٹو انرجی کو فروغ دیا جائے۔ چوتھا، جنگلات اور چر اگا ہوں کے تحفظ کے لیے کمیونٹی فارٹسٹری اور پے منٹ فار ایکو سسٹم سروسز (PES) کا قانونی فریم ورک قائم کیا جائے تاکہ مقامی لوگ تحفظ میں شراکت دار بنیں۔ یہ تجاویز قوانین کو پائیدار ترقی کے عالمی اہداف (SDGs) کے ساتھ ہم آہنگ کریں گی اور ماحولیاتی، معاشی اور سماجی توازن قائم کریں گی۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوانین کو معیشت اور ماحول کے توازن کو مد نظر رکھ کر بنانا چاہیے تاکہ تہذیب مستحکم رہے²⁹۔ اس طرح یہ قانونی تجاویز پاکستان کو پائیدار ترقی کے راستے پر گامزن کر سکتی ہیں جو موجودہ قوانین کو جدید چیلنجز سے نمٹنے کے قابل بنائیں گی اور مستقبل کی نسلوں کے لیے ایک بہتر ماحول کی ضمانت دیں گی۔

قومی و صوبائی سطح پر ہم آہنگی

پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے قومی اور صوبائی سطح پر ہم آہنگی کی شدید ضرورت ہے تاکہ قوانین کا نفاذ موثر اور یکساں ہو۔ 18 ویں ترمیم کے بعد ماحولیاتی امور صوبائی موضوع بن گئے ہیں مگر پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 اور نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈز (NEQS) اب بھی قومی فریم ورک ہیں۔ قومی سطح پر وزارت ماحولیاتی تبدیلی اور پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن ایجنسی کو صوبائی اداروں کے ساتھ کوآرڈینیشن بڑھانے، مشترکہ مانیٹرنگ سسٹم قائم کرنے اور ڈیٹا شیئرنگ پلیٹ فارم بنانے کی ضرورت ہے۔ صوبوں کو قومی پالیسیوں اور NEQS کی پاسداری لازمی قرار دی جائے مگر مقامی حالات کے مطابق چلک دی جائے تاکہ خیر پختونخوا جیسے صوبوں میں جنگلات اور آبی وسائل کے تحفظ کے لیے مخصوص اقدامات ممکن ہوں۔ قومی و صوبائی سطح پر مشترکہ کمیٹیاں، تربیتی پروگرام اور فنڈز کی تقسیم کا نظام قائم کیا جائے۔ یہ ہم آہنگی ماحولیاتی جرائم کو روکنے، وسائل کے پائیدار استعمال اور بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کو یقینی بنائے گی۔ النووی بیان کرتے ہیں کہ مرکزی اور مقامی نظاموں کا باہمی تعاون ہی نظام کی کامیابی کی ضمانت ہے³⁰۔ اس طرح قومی و صوبائی سطح پر ہم آہنگی پاکستان میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک مربوط، موثر اور پائیدار نظام میں تبدیل کر سکتی ہے جو ملک کی قدرتی وسائل کی حفاظت اور مستقبل کی خوشحالی کی ضمانت فراہم کرے گی۔

²⁹ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، المقدمة، جلد 5، صفحہ 234، دار القلم، بیروت، 1981۔

³⁰ النووی، یحییٰ بن شرف، روضة الطالبین وعمدة المفتین، جلد 8، صفحہ 312، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1991۔